اصنافِ ادب

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی

Scanned with CamScanner

شہر آشوب

سید مسعود حسن رضوی ادیب شہر آشوب کے ابتدائی مفہوم اور اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شہر آشوب ایک صنف نظم کا نام ہے جو ابتدا میں ایسے قطعوں یا رباعیوں کا مجموعہ ہوتی تھی جن میں دو طبقوں اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لڑکوں کے حسن و جمال اور ان کی دلکش اداؤں کا بیان ہوتا تھا۔ صرفی اعتبار سے شہر آشوب یا مرکب اضافی ہے اضافت مقلوب کے ساتھ، یعنی آشوب شہر یا اسمِ فاعل ترکیبی ہے یعنی آشوبندۂ شہر اس لیے لغوی حیثیت سے شہر آشوب کے ایک معنی ہوئے شہر کے لیے فتنہ اور ہنگامہ، دوسرے معنی ہوئے شہر میں فتنے اور ہنگامے برپا کرنے والے۔ حاصل دونوں کا ایک ہے۔ حسین و جمیل لڑکوں کی ذات ہنگاموں کا باعث ہو سکتی تھی۔ یہی شہر آشوب کی وجہ تسمیہ ہے۔'' (۱)

سید عبداللہ نے شہر آشوب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''اصطلاحی معنوں میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی شہر یا ملک کی اقتصادی اور سیاسی بے چینی کا تذکرہ ہو یا شہر کے مختلف طبقوں کی مجلسی زندگی کے کسی پہلو کا نقشہ خصوصاً ہزلیہ، طنزیہ یا ہجویہ انداز میں کھینچا گیا ہو۔'' (۲)

پروفیسر گب (Gibb) کے نزدیک شہر آشوب کی ایجاد کا سہرا ترکی زبان کے سر ہے۔ دسویں صدی ہجری کے شاعر مسیحی کی ترکی زبان میں لکھی ہوئی مثنوی ''شہر انگیز ادرنہ'' اس کے

Scanned with CamScanner

نزدیک پہلا شہر آشوب ہے۔ یہ مثنوی اڈریانوپل کے نوخیزوں کی تعریف میں ہے۔ لیکن مسعود حسن رضوی ادیب نے مسعود سعد سلمان متوفی ۵۱۵ ہجری کو شہر آشوب کا موجد قرار دیا ہے۔ (۳)

مسعود سعد سلمان کے کلیات میں ایسے بانوے فارسی قطعات کا ایک مجموعہ بھی شامل ہے جن میں مختلف طبقوں اور پیشہ وروں کے لڑکوں کا ذکر ہے۔ ترکی، فارسی اور اردو میں شہر آشوب کے جو نمونے موجود ہیں، ان کے مضامین و مطالب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شہر آشوب مختلف ادوار سے گزرنے کے بعد تین واضح قسموں میں منقسم ہو چکا ہے:

(الف) وہ شہر آشوب جن میں خوبان شہر کی فتنہ انگیزی کا بیان مقصود ہے جیسے مسیحی کا ترکی شہر آشوب بعنوان شہر انگیز ادرنہ جو ایڈریانوپل کے لڑکوں کی تعریف میں ہے۔ عزیزی کا ترکی شہر انگیز جو قسطنطنیہ کی لڑکیوں کی تعریف میں ہے اور وحیدی قمی کا شہر انگیز تبریز، جو تبریز کے نوخیزوں کی تعریف میں ہے۔ ایسی نظموں کے لیے اگر شہر انگیز کی اصطلاح خاص کر لی جائے تو بہتر ہے۔ خود ان شعرا نے بھی انھیں شہر انگیز کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایسی نظموں کا مقصد محض تفریح و تفنن ہے۔

(ب) وہ شہر آشوب جن میں سیاسی یا سماجی اختلال و انتشار یا کسی فتنہ بداماں سیاسی واقعے کے نتائج و اثرات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ جیسے بہشتی، شاکر ناجی، سودا، میر اور نظیر اکبر آبادی کے شہر آشوب اور ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے واقعات، نتائج اور اثرات کے بارے میں آزردہ، افسردہ، داغ، تشنہ، سالک، کامل، سوزاں، ظہیر، عیش اور محسن کے شہر آشوب ہیں۔ صحیح معنوں میں شہر آشوب یہی ہیں۔ یہ سیاسی اور سماجی تنقید کا درجہ رکھتے ہیں۔

(ج) وہ شہر آشوب جو محض ہجو کی خاطر لکھے گئے ہیں۔ جیسے آگہی خراسانی کا شہر آشوب ہرات جس میں ہرات کے عمائد و عوام کی مذمت کی گئی ہے۔ اس قسم کے شہر آشوب میں مختلف طبقوں اور پیشہ وروں کا ذکر ہجو یہ انداز میں کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ان تینوں قسموں کی منظومات میں ایک خصوصیت مشترک ہے اور وہ خصوصیت ہے مختلف طبقوں اور پیشہ وروں کا الگ الگ تذکرہ۔ پہلی قسم کے شہر آشوبوں میں (جنھیں ہم نے شہر انگیز کا نام دیا ہے) شہر کے حسینوں (لڑکوں یا لڑکیوں) کا ذکر ان کے باپوں کے پیشوں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ جیسے زرگر پسر، کماں گر پسر، بقال پسر وغیرہ۔ دوسری قسم کے شہر آشوبوں میں (جو صحیح معنوں میں شہر آشوب کہلانے کے مستحق ہیں) کسی اختلال و آشوب سے متاثر ہونے والے بیشتر عوام اور بعض خواص کا بقید پیشہ و طبقہ ذکر ہوتا ہے یعنی آقا، نوکر، مصاحب، باورچی، سپاہی، معلم، کسان، تاجر، خوشنویس وغیرہ کی بدحالی اور بالخصوص معاشی بدحالی کا فرداً فرداً تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ منظومات بسا اوقات اقتصادی بحران کا بیان یا سیاسی اختلال و آشوب کا مرثیہ بن جاتی ہیں۔

شہر آشوب کو طنز و مزاح کے حربے بہت راس آتے ہیں لیکن ۱۸۵۷ء کا سانحہ متاثرین کے لیے ایسا ہولناک اور جانگداز تجربہ تھا کہ اس واقعے اور اس کے نتائج و اثرات پر قلم اٹھانے والے شعرا کے شہر آشوبوں میں بقول سید عبداللہ طنز و مزاح کی بجائے مرثیے اور نوحے کا رنگ آ گیا ہے۔ اور ان شہر آشوبوں میں پیشہ وروں اور طبقوں کا الگ الگ ذکر کرنے کی شرط کا بھی چنداں لحاظ نہیں رکھا گیا۔

تیسری قسم کے شہر آشوب اگرچہ صرف نام کے شہر آشوب ہیں تاہم مختلف طبقوں اور پیشہ وروں کا الگ الگ تذکرہ (ہجو ہی کی غرض سے سہی) ان میں بھی موجود ہے اور غالباً ایسی منظومات کو صرف اس ایک خصوصیت کی بنا پر (جو شہر آشوب کی ایک لازمی اور بنیادی خصوصیت ہے) شہر آشوب کہہ دیا جاتا ہے۔

شہر آشوب کے لیے کسی خاص فارم کی پابندی شرط نہیں۔ مسعود سعد سلمان نے قطعات کا فارم استعمال کیا ہے۔ مسیحی، عزیزی، وحیدی قمی، بہشتی اور رنگین نے مثنوی میں طبع آزمائی کی ہے۔ شاکر ناجی اور میر تقی میر کے شہر آشوب مخمس کی شکل میں ہیں۔ سودا نے ایک شہر آشوب مخمس کی شکل میں لکھا ہے اور ایک قصیدے کی شکل میں۔ نظیر اور قائم نے مخمس کی ہیئت سے کام لیا ہے۔

Scanned with CamScanner

نظیر اکبر آبادی کے مخمس شہر آشوب سے دو بند ملاحظہ فرمائیے:

ہردم کماں گروں کے اپر پیچ وتاب ہیں   صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
مرتے ہیں مینا ساز، مصور کباب ہیں   نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ وقلم کے ہوگئے نقش ونگار بند

بیچیں تھے وہ جو گوندھ کے پھولوں کے بدھی ہار   مرجھا رہی ہے دل کی کلی جی ہے داغدار
جب آدھی رات تک نہ بکی جنس آبدار   لاچار پھر وہ اپنی ٹوکری زمیں پہ مار
جاتے ہیں کر دکان کو آخر وہ ہار بند

حوالے:

(۱) شہر آشوب، مطبوعہ نقوش، لاہور شمارہ ۱۰۲ مئی ۱۹۶۵ء

(۲) شہر آشوب کی تاریخ، مباحث ص ۲۰۰

(۳) شہر آشوب، مطبوعہ نقوش، لاہور شمارہ ۱۰۲ مئی ۱۹۶۵

دیگر ماخذ:

(۱) فغانِ دہلی مرتبہ تفضل حسین کوکب

Scanned with CamScanner